یا اللہ مدد
مسنون نمازِ جنازہ
از افادات
متکلمِ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن
دامت برکاتہم العالیہ
امیر : عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت
پیشکش
احناف میڈیا سروس

فہرست رسالہ

"مسنون نمازِ جنازہ"

فہرست رسالہ

"مسنون نمازِ جنازہ"

مسنون نماز جنازہ

[1]: نماز جنازہ کا حکم اور ادائیگی کا وقت۔

[2]: نماز جنازہ کے فرائض۔

[3]: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرائط (جن کا تعلق میت کے ساتھ ہے)

[4]: نماز جنازہ کی ادائیگی کا مسنون طریقہ۔

[5]: بعض لوگوں کے موقف کا جائزہ (۱۔ نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیریں کہنا۔ ۲۔ نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کا بطور قراۃ پڑھنا)

[1]: نماز جنازہ کا حکم اور ادائیگی کا وقت:

میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر صرف ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہو جائے گا اور باقی سب لوگ گناہ سے بچ جائیں گے۔ اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو جن جن لوگوں کو اس کے فوت ہونے کا علم تھا وہ سب گناہ گار ہوں گے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے۔ اوقات ممنوعہ (عین طلوع آفتاب، عین وقت زوال اور عین غروب آفتاب) کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھنا بلا کراہت درست ہے (مگر یہ کہ عین اسی وقت جنازہ حاضر ہو)۔

[2]: نماز جنازہ کے فرائض:

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں:

(۱) چار تکبیریں۔ (۲) قیام۔

وأركانها التكبيرات والقيام۔ (نور الایضاح: فصل فی صلاۃ الجنازۃ)

[3]: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرائط:

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔

(۲) میت کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے پاک ہونا۔

(۳) میت کا جنازہ پڑھنے والوں سے آگے ہونا۔

(۴) میت کا موجود ہونا۔

(۵) میت کی چارپائی یا تخت کا زمین پر ہونا۔

(۶) میت کے ستر کا چھپا ہوا ہونا۔

إِسْلَامُ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَتَقَدُّمُهُ أَمَامَ الْقَوْمِ وَحُضُوْرُهُ أَوْ حُضُوْرُ أَكْثَرِ بَدَنِهِ أَوْ نِصْفِهِ مَعَ رأسِهِ...... وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

(نور الایضاح: فصل فی صلاۃ الجنازۃ)

وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ شَرْطٌ فِي حَقِّ الْمَيِّتِ

(الدر المختار: ج 3 ص 122، باب صلاۃ الجنازۃ)

[4]: نماز جنازہ کی ادائیگی کا مسنون طریقہ:

نیت کرنے کے بعد پہلی تکبیر کہہ کر ثناء پڑھیں، دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کریں اور چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

دلیل 1: عَنِ الشَّعْبِیِّ رَحِمَہُ اللہ قَالَ اَلتَّکْبِیْرَۃُ الْاُوْلٰی عَلَی الْمَیِّتِ ثَنَاءٌ عَلَی اللہِ وَالثَّانِیَۃُ صَلَاۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالثَّالِثَۃُ دُعَاءٌ لِلْمَیِّتِ وَالرَّابِعَۃُ تَسْلِیْمٌ۔

(مصنف عبد الرزاق ج3 ص316 باب القراۃ والدعاء فی الصلاۃ علی المیت، رقم 6462)

ترجمہ: مشہور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میت کے جنازہ پر پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود جبکہ تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔“

دلیل 2: عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ رحمہ اللہ قَالَ اَلْاُوْلٰی الثَّنَاءُ عَلَی اللہِ وَالثَّانِیَۃُ صَلٰوۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالثَّالِثَۃُ دُعَاءٌ لِلْمَیِّتِ وَالرَّابِعَۃُ سَلَامٌ تُسَلِّمُ۔

(کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایۃ الامام محمد ص48 باب الصلوۃ علی الجنازۃ رقم 238)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء، دوسری کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔“

[5]: بعض لوگوں کے موقف کا جائزہ:

(1) نماز جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں

مذہب اھل السنۃ والجماعۃ:

اھل السنت والجماعت کے نزدیک نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی فرض ہیں، باقی زائد تکبیرات منسوخ اور غیر معمول بہ ہیں۔

مذہب فریق مخالف:

نماز جنازہ میں چار تکبیروں سے زائد یعنی پانچ، چھ، سات تکبیریں کہنا بھی سنت ہے۔

"چار سے زائد تکبیریں" کا عنوان دے کر حکیم صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں: تکبیریں عموماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں چار ہی کہتے تھے لیکن کبھی کبھار حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھ، اور سات بھی کہہ دیتے تھے..... اگر آپ چار سے زائد تکبیریں کہنا چاہیں تو کہیں! اس طرح کہ ہر دعا کے بعد تکبیر کہتے جائیں لوگوں کو زائد تکبیریں سن کر تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ”سنت“ ہے۔

(نماز جنازہ ص42)

دلائل اھل السنۃ والجماعۃ:

دلیل: 1۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ فِی الْیَوْمِ الَّذِی مَاتَ فِیهِ خَرَجَ إِلَی الْمُصَلَّی فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا

(بخاری ج1 ص167 حدیث نمبر 1245 باب الرجل ینعی الی اہل المیت بنفسہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کی موت کی اطلاع دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صف بندی فرمائی جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

دلیل: 2۔ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يُكَبِّرُ فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ۔

(سنن ابی داؤد ج1 ص170)

ترجمہ: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا۔

دلیل: 3۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ "التَّكْبِيرُ فِي الْعِيدَيْنِ أَرْبَعٌ, كَالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "التَّكْبِيرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعٌ كَالتَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ"۔

(سنن الطحاوی ج1 ص320 حدیث نمبر 2858، 2856 التکبیر علی الجنائز کم ھو؟)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی چار تکبیریں ہیں نماز جنازہ کی طرح اور ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں نماز عیدین کی تکبیروں کی طرح۔

وضاحت: جیسے عیدین کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں ایک افتتاح کی اور تین زائد تکبیریں جو ثناء پڑھنے کے بعد ہوتی ہیں یا دوسری رکعت کی چار تکبیریں؛ تین رکوع سے پہلے کی اور ایک رکوع کی اس طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

معمول بہ آخری عمل ہوتا ہے:

امام محمد بن اسماعیل البخاری (ت 256ھ) فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ سے کسی معاملہ میں دو عمل ثابت ہوں تو معمول بہ آخری عمل ہو گا:

وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاری: ج1 ص96)

آخری عمل چار تکبیرات کا ہے:

دلیل: (1) حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: كُنَّا نُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ خَمْسًا وَسِتًّا، ثُمَّ اجْتَمَعْنَا عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج3 ص185 حدیث نمبر 11554)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میت کی نماز جنازہ پر پانچ اور چھ تکبیریں کہا کرتے تھے پھر ہم نے چار تکبیروں پر اتفاق کر لیا۔

دلیل: (2) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمُ بْنُ أَصْبَغَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَضَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعًا وَخَمْسًا وَسِتًّا وَسَبْعًا وَثَمَانِيًا حَتَّى جَاءَ مَوْتُ النَّجَاشِيِّ فَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ النَّاسَ وَرَاءَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا ثُمَّ ثَبَتَ النَّبِيُّ -عَلَيْهِ السَّلَامُ- عَلَى أَرْبَعٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

(الاستذکار لابن عبد البرّ ج3 ص30 طبع بیرت)

ترجمہ: حضرت ابو خیثمہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پر چار، پانچ، چھ، سات اور آٹھ تکبیرات کہا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کی غرض سے جنازہ گاہ تشریف لے گئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی پیچھے صف بندی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک اسی پر قائم رہے۔

چار تکبیرات پر اجماع ہے:

دلیل:1 عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سُئِلَ عَبْدُ اللهِ، عَنِ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَائِزِ، فَقَالَ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ صُنِعَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى أَرْبَعٍ.

(مصنّف ابن ابی شیبہ ج3 ص184 حدیث نمبر 11543)

دلیل:2 فَأَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيرِ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ, أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ, فَأُجْمِعَ أَمْرُهُمْ عَلَى ذٰلِكَ"

(سنن طحاوی ج1 ص320 التکبیر علی الجنائز کم ھو؟)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں اس معاملے پر مشورہ کیا اور اپنے اس فیصلے پر اتفاق کیا کہ وہ جنازہ کی تکبیرات عیدین کی طرح چار ہی متعین کر دیں چنانچہ اس پر ان کا اجماع ہو گیا۔

دلیل:3 عن إبراهيم، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلَى الْجَنَائِزِ سِتًّا، وخمساً، وأربعاً، وأَنَّ أَبَا بَكْرٍ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ كَبَّرَ كَذٰلِكَ، فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ جَمَعَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال: إِنَّكم قَدِ اخْتَلَفْتُمْ، فَإِنَّ النَّاسَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بالجاهلية، قال: فَانْظُرُوْا إِلىٰ آخِرِ جَنَازَةٍ كَبَّرَ عَلَيْهَا النَبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قال: فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْهُ قَدْ كَبَّرَ أَرْبَعاً، فقال عُمَرُ: كَبِّرُوْا أَرْبَعاً »

(کتاب الآثار بروایۃ القاضی ص79 رقم الحدیث 384، فی غسل المیت وکفنہ)

دلیل:4 قال أبو عمر: اِتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ أَهْلُ الْفَتْوىٰ بِالْأَمْصَارِ عَلٰى أَنَ التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعٌ لَا زِيَادَةَ۔

(الاستذکار لابن عبد البرّ ج3 ص30 طبع بیرت)

دلیل:5 ثُمَّ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى أَرْبَعٍ

(الاستذکار لابن عبد البرّ ج3 ص31 طبع بیرت)

دلیل:6 قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِذَا صَلَى الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ كَبَّرَ أَرْبَعاً

(الام للامام الشافعی: ج1 ص478، بَابُ الصَّلَاةِ عَلى الْجِنَازَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِيهِا وما يُفْعَلُ بَعْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ وَلَيْسَ فى التَّرَاجِمِ)

دلیل:7 وَجُمْلَةُ ذٰلِكَ أَنَّ التَّكْبِيْرَ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعٌ لَا يَجُوْزُ النَّقْصُ مِنْهَا وَ لَا تَسُنُّ الزِّيَادَةُ عَلَيْهَا لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلَى النَّجَاشِي اَرْبَعاً متفق عليه۔

(المغنی لابن قدامہ الحنبلی: ج3 ص239، فصل فی الصلوۃ علی المیت)

فریق مخالف کے گھر کی گواہی:

اس بات کا اعتراف خود غیر مقلدین کو بھی ہے کہ نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع ہے۔ چنانچہ

(1) ابو عبد اللہ جابر دامانوی نے اپنی کتاب "صلوٰۃ الجنازۃ کا مسنون طریقہ" میں لکھا ہے:

البتہ جمہور علماء چار تکبیرات ہی کے قائل ہیں اور بعض نے اس پر اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے۔(صلوٰۃ الجنازۃ کا مسنون طریقہ ص6)

(2) زبیر علی زئی نے لکھا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا تھا۔ دیکھیے الاوسط لابن منذر ج5 ص430 وسندہ صحیح۔

(نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح و مدلل طریقہ از زبیر علی زئی غیر مقلد تحت جنازہ کے بعض مسائل)

(2) نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی حیثیت

مذہب اھل السنت والجماعت (احناف):

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور قرأت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ بطور ثنا پڑھنے کی گنجائش ہے:

1: امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ھمام (861ھ) فرماتے ہیں:

"لا یقرأ الفاتحۃ إلا أن یقرأ بنیۃ الثناء"

(شرح فتح القدیر ج2 ص125)

2: علامہ محمد بن علی الحصکفی المتوفی (ت1088ھ) فرماتے ہیں "عندنا تجوز بنیۃ الدعاء وتکرہ بنیۃ القراءۃ"

(الدر المختار: ج3 ص130، باب صلاۃ الجنازۃ)

مذہب غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض اور ضروری ہے، اس کے بغیر نماز باطل ہے۔

1: مولوی محمد یونس دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد دعائے ماثورہ پڑھ کر امام اور مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے...... حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب عام ہے جو کہ ہر نماز کو شامل ہے۔ اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہو گی۔

(فتاویٰ علمائے حدیث: ج5 ص185)

2: وحید الزمان غیر مقلد نے قرأت فاتحہ کو جنازہ کا "رکن" کہا ہے۔

(نزل الابرار ج1 ص173، کنز الحقائق ص40)

3: حافظ عبد الستار الحماد غیر مقلد لکھتے ہیں: "نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھی جاتی ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔"

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج2 ص199)

4: حکیم صادق سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا لازمی ہے...... اس کے بغیر کوئی نماز ہوتی ہی نہیں ہے...... یعنی نماز فرض ہو، سنت ہو، اشراق ہو، تہجد ہو، جنازہ ہو......

(نماز جنازہ ص31،32)

5: ابو عبد اللہ جابر دامانوی لکھتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ نماز جنازہ ایک نماز ہے...... معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کا تصور ہی ممکن نہیں۔

(صلوۃ الجنازہ کا مسنون طریقہ ص17، 18)

دلائل اهل السنة والجماعة احناف:

دلیل:1: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: "لَمْ يُوَقِّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ، وَلا قَوْلٌ".

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج9ص321رقم الحدیث 9606 وبدائع الصنائع ج2ص52 فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ على الْجِنَازَةِ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) نماز جنازہ میں ہمارے لیے کوئی قرأت یا کوئی کلام مقرر نہیں کیا گیا۔

اس روایت کے راوی صحیح البخاری کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد للہیثمی: ج3 ص137)

جب شریعت مطہرہ میں نمازِ جنازہ میں کسی خاص قرأت کو مقرر نہیں کیا گیا تو ان لوگوں کا سورۃ الفاتحہ کی قرأت کو "فرض" قرار دینا شریعت سازی نہیں تو اور کیا ہے ؟!

دلیل:2: عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلٰى قُلُوبِ خِيَارِنَا.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج7ص251 باب مَا يُبْدَأُ بِهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولٰى فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَالثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تو اللہ تعالی کی حمد و ثناء سے ابتداء کرتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے: اے اللہ! ہمارے فوت شدگان کی اور ہمارے زندوں کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں کو جوڑ دے اور ہمارے حالات کی اصلاح فرما اور ہمارے دلوں کو اچھے لوگوں کے دلوں کی طرح بنادے۔

خلیفہ راشد کا جنازہ میں "فاتحہ" نہ پڑھنا دلیل ہے کہ فاتحہ کی قرأت اس دور میں معروف نہیں تھی۔ نیز فاتحہ کو "فرض" قرار دینا اتنے عظیم خلیفہ کے جنازے کو باطل قرار دینے کے مترادف ہو گا۔ (معاذ اللہ)

دلیل:3: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِك عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ الخ

(مؤطا امام مالک: ج1ص209 رقم الحدیث 775)

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید مقبری رحمہ اللہ سے، انہوں نے اپنے والد حضرت ابو سعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ فرمایا: میں جنازے والے گھر سے ہی جنازے کے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھتا ہوں کہ اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے کا بیٹا ہے اور آپ کی بندی کا بیٹا ہے۔ (آگے اس روایت میں پوری دعا موجود ہے)

یہاں تو سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہی نہیں۔ جو دلیل ہے کہ اس دور میں سورت فاتحہ کی قرأت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں معروف نہیں تھی۔

دلیل:4: صحیح البخاری کے عظیم شارح علامہ امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وممن كان لا يقرأ على الجنازة وينكر ذلك: عمر بن الخطاب، وعلىّ بن أبي طالب، وابن عمر، وأبو هريرة.

(شرح صحیح بخاری لابن بطال ج3ص316 بَاب قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ، عمدۃ القاری ج6ص191)

ترجمہ: وہ لوگ جو جنازہ میں قرأت نہیں کرتے اور اس کا انکار کرتے ہیں ان میں حضرت عمر، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

دلیل:5: قال ابن وهب عن رجال من أهل العلم عن عمر بن الخطاب وعلى بن أبي طالب وعبد الله بن عمر وفضالة بن عبيد وأبي هريرة وجابر بن عبد الله وواثلة بن الأسقع والقاسم بن محمد وسالم بن عبد الله وابن المسيب وربيعة وعطاء بن أبي رباح ويحيى بن سعيد: أنهم لم يكونوا يقرءون في الصلاة على الميت.

(المدونۃ الکبریٰ ج1 ص251 ماجاء فی القراءۃ علی الجنائز)

ترجمہ: امام ابن وہب رحمہ اللہ بہت سے علماء کرام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، فضالہ بن عبید، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، واثلہ بن اسقع، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، ابن مسیب، ربیعہ، عطاء بن ابی رباح اور یحیٰ بن سعید نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

دلیل:6: مَالِك عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ۔

(موطا امام مالک: ص210 باب مَا يَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ)

ترجمہ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

دلیل:7: ایک دوسری سند سے مروی ہے:

حَدَّثَنَا ابوبكر قال ثنا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص182 باب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ)

ترجمہ: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

دلیل:8: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لاَ يَقْرَأُ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْمَيِّتِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص182 حدیث نمبر 11522 باب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما نماز جنازہ میں قرأۃ نہیں کرتے تھے۔

دلیل:9: مشہور فقیہ تابعی سیدنا سعید بن جبیر المتوفیٰ 95ھ کے بارے میں مروی ہے:

أنه كان لا يقرأ فى الصلاة على الجنازة

(مسند الشامیین: ج3 ص284 رقم الحدیث 2271)

ترجمہ: آپ نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

دلیل:10: مشہور تابعی اور فقیہ ابن فقیہ سیدنا ابوبردہ اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: لَا تَقْرَأْ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص183 باب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ)

ان سے کسی شخص نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے متعلق پوچھا (کہ کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کروں) تو انہوں نے فرمایا۔ نہیں!

دلیل:11: مشہور محدث وفقیہ تابعی امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے:

قَالَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى يُبْدَأُ بِحَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ وَالرَّابِعَةُ لِلتَّسْلِيمِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص179 باب مَا يُبْدَأُ بِهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ)

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر میں اللہ کی حمد وثناء کی جائے گی، دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے گا اور تیسری میں میت کے لیے دعا واستغفار اور چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ آپ نے جو نماز جنازہ کا طریقہ بتلایا ہے اس میں چار تکبیروں میں سے کسی ایک کے بعد بھی قرأت کا نام ونشان نہیں۔

دلیل:12: مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح (المتوفیٰ 114ھ) جن کو کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت اور شاگردی کا شرف حاصل ہے، اپنے زمانے میں مکہ کے مفتی تھے۔ آپ سے کسی نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

مَا سَمِعنَا بِهٰذَا!

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج3 ص183 باب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ)

ترجمہ: ہم نے اس بارے میں نہیں سنا!

درج بالا بارہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں نہ کسی قرأت کو مقرر فرمایا نہ کسی خاص دعا کو، حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے جلیل القدر تابعین نماز جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے قائل تھے۔ ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت نہیں کی جائے گی۔

فریق مخالف کے دلائل کے جوابات:

ان کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی ایک بھی صریح، صحیح، مرفوع، غیر معارض حدیث موجود نہیں۔ صرف چند روایات کو بطور شبہ پیش کیا جاتا ہے، جن کا دعویٰ سے دور کا بھی واسطہ اور تعلق نہیں۔ ان کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں:

دلیل:1۔ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(صحیح البخاری ج1 ص104 رقم الحدیث: 156)

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے، کیونکہ لا نفی جنس ہے اور لفظ "صلوۃ" نکرہ ہے جو عموم کے لیے آتا ہے لہذا جنازہ بھی چونکہ نماز ہے تو جس طرح باقی نمازوں میں فاتحہ پڑھنی فرض اور ضروری ہے، جنازہ میں بھی فرض اور ضروری ہے۔

جواب 1: نماز جنازہ شکلاً وصورتاً نماز کہلاتی ہے جبکہ حقیقت میں یہ نماز نہیں بلکہ میت کے لئے بخشش ومغفرت کی دعا ہے۔

شریعت مطہرہ نے ان دونوں حیثیتوں کا مستقل لحاظ رکھا ہے لہذا کسی ایک حیثیت کو لے لینا اور دوسری کو نظر انداز کر دینا قطعاً غلط ہے۔

نماز جنازہ میں نماز والی صورت ہوتی ہے کہ پنجگانہ نمازوں کی طرح اس میں بھی طہارت شرط ہے، قیام ضروری ہے، تو اس لحاظ سے بظاہر یہی نکلتا ہے کہ یہ عام نمازوں جیسی ایک نماز ہے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں کیونکہ عام نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں رکوع نہیں، سجدے نہیں، تشہد نہیں اور اس سے پہلے اذان واقامت نہیں، رکوع وسجدے تو نماز کے ارکان ہیں اور جب رکن ہی نہ ہو تو نماز کیسے ہو گی؟

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کو عام نمازوں کی طرح کہہ کر عام نمازوں والا حکم لگانا درست نہیں بلکہ حقیقت میں یہ دعا ہے۔

چنانچہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کی چند ایک تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

1: امام علاؤالدین ابو بکر الکاسانی المتوفی 587ھ فرماتے ہیں:

"لان المقصود منها الدعاء للمیت"

(بدائع الصنائع ج1ص315)

ترجمہ: نماز جنازہ سے مقصود میت کے لیے اللہ کے حضور دعا کرنا ہے۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"لیست بصلوٰۃ علی الحقیقۃ انما ھی دعاء واستغفار للمیت"

(بدائع الصنائع ج2ص54)

ترجمہ: نماز جنازہ حقیقت میں نماز نہیں ہے بلکہ یہ میت کے حق میں بخشش کی دعا ہے۔

2: امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی فرماتے ہیں:

لان القصد من الصلاۃ علی المیت الدعاء للمیت۔

(المجموع شرح المھذب ج6ص238)

ترجمہ: میت پر نماز جنازہ پڑھنے سے مقصود اس کے حق میں دعا کرنا ہے۔

3: امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی)(ت620ھ) فرماتے ہیں:

لان المقصود الشفاعۃ للمیت و الدعاء لہ.

(المغنی ج3ص245)

ترجمہ: امام مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز جنازہ سے مقصود میت کے لیے شفاعت اور دعا کرنا ہے۔

4: غیر مقلدین کے ممدوح علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ المتوفیٰ728ھ کے نزدیک بھی جنازہ سے اصل مقصود میت کے لئے دعا ہے آپ فرماتے ہیں:

"وَالْمَقْصُودُ الْأَكْبَرُ مِنْ صَلَاةِ الْجِنَازَةِ هُوَ الدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ

(مجموع الفتاوی ج21ص148)

نماز جنازہ کا بڑا مقصد میت کے لیے دعا کرنا ہے۔

اسی وجہ سے امام ابن تیمیہ کے نزدیک جنازہ میں قرأت واجب اور ضروری نہیں اگر کوئی قرأت نہ کرے تو جنازہ بالکل درست ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:

"وَإِنْ لَمْ يَقْرَأْ بَلْ دَعَا بِلَا قِرَاءَةٍ جَازَ وَهَذَا هُوَ الصَّوَابُ"

(مجموع الفتاوی ج22ص139، الفتاوی الکبری ج2ص121)

اور اگر وہ قرأت نہ کرے بلکہ بغیر قرأت کے صرف دعا کرے تو جائز ہے اور یہی بات درست ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے مقلدین کا مسلک بلا قرأت جنازہ درست ہے، امام ابن تیمیہ کا بھی مذہب بلا قرأت جنازہ درست ہے۔اب غیر مقلد ہمت کریں اور بتائیں کہ ابن تیمیہ کا یہ نظریہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا مخالف اگر ان کی بات درست ہے تو امام اعظم کی درست کیوں نہیں؟ اگر امام اعظم کی بات غلط ہے تو ابن تیمیہ کی درست کیسے؟ جب دونوں امام بلا قرأت جنازہ کو درست کہتے ہیں تو کیا مخالفت حدیث کا فتویٰ دونوں پر لگے گا؟

ع مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے

جواب:2 "لاصلوٰۃ" میں لفظ "صلوٰۃ" ہے۔ ان کا دعوی یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ عام ہے جس کے تحت ہر صلوٰۃ داخل ہے اور اس میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ صلوٰۃ کے معنی صرف نماز ہی نہیں بلکہ صلوٰۃ کے کئی معنی ہیں مثلاً دعا، درود شریف، تسبیح وغیرہ۔ ہم کسی اور کی نہیں بلکہ انہیں کے عالم کی عبارت پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ کے کئی معنی ہیں۔ فرقہ اہل حدیث کے عالم ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید (مدیر جامعۃ الاحسان لاسلامیہ منظور کالونی کراچی) لکھتے ہیں:

"لفظ صلوٰۃ صرف نماز کیلئے مختص نہیں ہے بلکہ رحمت، تسبیح اور دعا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔"

(صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین مناظر: ص487)

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۖ﴾

(سورۃ التوبۃ:103)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ مومنین کے لئے باعث سکون ہے۔

یہاں "صلوٰۃ" کا لفظ ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ (دعا) مومنین کے حق میں قبول ہونے کے لئے لیے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی صلوٰۃ میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ قبول نہ ہوگی!! معاذ اللہ

اسی طرح صحیح مسلم میں حدیث مبارک ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا

(صحیح مسلم: حدیث نمبر384)

کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔

اس میں بھی صلوٰۃ کا لفظ ہے۔ تو کیا عمومی معنی کی وجہ سے اس کا یہ مطلب ہوگا کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) پڑھتا ہے تو وہ اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ سورۃ الفاتحہ نہ پڑھے؟

یہ لوگ بھی یقیناً صلوٰۃ کے مفہوم کو عام مان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور امت مسلمہ کے درود شریف کے قبول ہونے کے لیے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کو لازمی قرار نہیں دیں گے جو اس بات کی دلیل ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی "صلوٰۃ" عام نہیں ہے۔

جواب 3: نماز جنازہ میں تکبیرات، رکعات کے قائم مقام ہیں۔ جس طرح تمام نمازوں میں کسی کی رکعات رہ جائیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی وہ رکعات پوری کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی تکبیرات رہ جائیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے تکبیرات کہنی چاہئے۔

(دیکھیے فتاویٰ علماء حدیث ج5 ص188)

اگر نماز جنازہ میں فاتحہ فرض اور ضروری ہے تو پھر چاہئے کہ ہر تکبیر کے بعد فاتحہ اور دوسری سورت پڑھی جائے کیونکہ بقول غیر مقلدین عام نمازوں کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنا فرض ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک صرف پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ پڑھی جائے گی، چنانچہ ڈاکٹر شفیق الرحمان غیر مقلد نے جو جنازہ کا طریقہ بیان کیا اس میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ دوسری کے بعد درود اور تیسری کے بعد دعا کا ذکر ہے۔

(دیکھئے نماز نبوی ص293)

وحید الزمان اور مولوی یونس غیر مقلد نے بھی صرف پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ کا ذکر کیا ہے۔ (نزل الابرار ص173، دستور المتقی ص:180)

جناب زبیر علی زئی نے بھی فاتحہ کا صرف ایک بار تذکرہ کیا ہے۔

(نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ)

اگر غیر مقلدین پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر کے بعد فاتحہ نہ پڑھیں ان کی نماز ہو جاتی ہے، تو اگر احناف بالکل نہ پڑھیں تو ان کی کیوں نہیں ہوتی ہے؟

جواب:4 اگر غیر مقلدین اس کو نماز کہتے ہیں تو پھر رکوع اور سجدہ بھی جو کہ نماز کے ارکان ہیں اس میں ضرور ہونے چاہئے کیونکہ ان کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی، حالانکہ آپ بھی نماز جنازہ بغیر رکوع اور سجدوں کے ادا کرتے ہو۔

دلیل:2۔ عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ و سلم قرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب

(سنن ابن ماجہ ص108 باب ماجاء فی القرآۃ علی الجنازۃ)

جواب:1 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متعلق فرمایا:

حدیث ابن عباس حدیث لیس إسنادہ بذلك القوی.

(سنن الترمذی: تحت رقم الحدیث1026)

ترجمہ: حدیث ابن عباس کی سند قوی نہیں ہے۔

نیز غیر مقلدین نے بھی اس روایت کو سخت ضعیف لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

1: زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

"ضعیف... یہ سند ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے ضعیف ہے۔" (حاشیہ صلوۃ الرسول: ص352)

اسی زبیر علی زئی صاحب نے ایک اور مقام پر اس روایت کے متعلق لکھا:

اسنادہ ضعیف جداً [اس روایت کی سند حد درجہ کی ضعیف ہے]. (انوار الصحیفۃ: ص215)

2: عبد الرؤوف بن عبد الحنان سندھو غیر مقلد نے لکھا:

"اس کی سند میں ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جس کی وجہ سے یہ سند سخت ضعیف ہے۔ اس کے ضعف کی ایک دوسری علت انقطاع بھی ہے۔" (القول المقبول فی شرح و تعلیق صلوۃ الرسول: ص706)

3: ناصر الدین البانی صاحب حاشیہ مشکوٰۃ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ترمذی اس روایت کی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔ (دیکھیے حاشیہ مشکوٰۃ از ناصر الدین البانی: ج1 ص527)

غیر مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ ضعیف حدیثیں پیش نہ کریں کیونکہ ان کے ماہنامہ الحدیث حضرو کے ہر شمارہ میں "ہمارا عزم" کے عنوان سے یہ بات لکھی جاتی ہے "صحیح و حسن روایات سے استدلال اور ضعیف مردود روایات سے کلی اجتناب"۔

بلکہ صرف ایک صحیح صریح حدیث بتا دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ "نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا فرض ہے، جو شخص نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا اس کا جنازہ باطل اور کالعدم ہے"۔

جواب:2 غیر مقلدین کا دعویٰ فرضیت اور وجوب کا ہے جبکہ اس روایت میں فرض واجب کا نام و نشان تک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فاتحہ بطور دعا کے پڑھی ہو، جس کے احناف بھی قائل ہیں۔

دلیل:3۔ عن جابر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر علی جنائزنا أربعا ویقرأ بفاتحۃ الکتاب فی التکبیرۃ الأولی۔

(المستدرک ج1 ص684 رقم الحدیث1365، (فتاویٰ علماء حدیث ج5 ص209)

جواب:1 اس روایت کی سند میں دو راوی ضعیف ہیں۔

پہلا راوی: ابراہیم بن محمد بن ابی یحی۔ ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک یہ راوی انتہائی مجروح ہے۔

✪ قال يحيى بن سعيد القطان سألتُ مالكاً عنه أكان ثقةً؟ قال لا

امام یحیٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے اس راوی کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ مضبوط اور ثقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

✪ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسی راوی کے بارے میں فرماتے ہیں: كان قدريا معتزليا جهميا كل بلاء فيه لا يكتب حديثه ترك الناس حديثه كان يروي أحاديث منكرة لا أصل لها۔

وہ قدری، معتزلی جہمی ہے ہر مصیبت اس میں ہے اس کی ذکر کردہ حدیث کو نہ لکھا جائے محدثین کرام نے اس کی روایت کردہ احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے جن کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی۔

✪ وقال بشر بن المفضل سألت فقهاء أهل المدينة عنه فكلهم يقولون كذاب.

بشر بن مفضل کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں مدینہ منورہ کے فقہاء سے پوچھا ان سب فقہاء نے یہی کہا کہ یہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔

✪ قال البخاري جهمي تركه ابن المبارك والناس، كان يَرَى الْقَدَرَ.

امام بخاری رحمہ اللہ اس راوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جہمیہ نظریات رکھتا تھا اور امام ابن مبارک اور دیگر محدثین نے اس کو چھوڑ دیا تھا (یعنی اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے) کچھ نہ کچھ قدری نظریات بھی اس میں پائے جاتے تھے۔

✪ قال النسائي متروك الحديث.

امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی روایت کردہ حدیث کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج1 ص150،149)

خود غیر مقلد زبیر علی زئی ایک روایت جس کی سند میں ابراہیم موجود ہے اس کو نقل کر کے کہتا ہے:

اسناده ضعيف جدا، ابراهيم بن محمد الاسلمي متروك الحديث.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1615 طبع دار السلام)

دوسرا راوی: عبداللہ بن محمد بن عقیل، ائمہ جرح وتعدیل کی اکثریت نے ان پر "منكر الحديث، في حديثه ضعف شديد جداً، ضعيف الحديث، ضعيف" وغیرہ کی جرح کی ہے۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ج3 ص648،647،646)

نیز زبیر علی زئی غیر مقلد نے بھی کئی ایک روایات کو اس کی وجہ سے ضعیف کہا، مثلاً: اسناده ضعيف، ابن عقيل ضعيف۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 390 طبع دار السلام)

دوسرے مقام پر اسی کے بارے میں موصوف علی زئی لکھتے ہیں:

اسناده ضعيف عبدالله بن محمد بن عقيل ضعيف۔

(سنن ترمذی رقم 128)

تیسرے مقام پر علی زئی صاحب کی اس پر جرح ملاحظہ فرمائیں:

ابن عقيل ضعيف، ضعفه الجمهور۔

(سنن ابی داؤد رقم 126 طبع دار السلام)

معتزلی، جہمی، قدری، رافضی کی روایات پیش کرنا غیر مقلدین کو زیب نہیں دیتا۔ ایسی ضعیف روایات سے تو کسی چیز کا سنت ہونا ثابت

نہیں ہوتا، چہ جائیکہ فرضیت ثابت ہو جائے۔

جواب2: اس ضعیف روایت سے فرضیت کیسے ثابت ہوگئی ؟

دلیل4:۔ عن ام شريك قالت أمرنا رسول الله صلى الله عليه و سلم أن نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب۔

(سنن ابن ماجہ ص109 رقم الحدیث:1496)

جواب 1: یہ روایت بھی ضعیف ہے:

غیر مقلد عالم ناصر الدین البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

قال الشيخ الألباني: ضعيف

(ابن ماجہ، رقم الحدیث:1496)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے:

وَرَوَى ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَفِي إسْنَادِهِ ضَعْفٌ يَسِيرٌ۔

(تلخیص الحبیر ج2 ص119)

جواب2: اس ضعیف روایت سے فرضیت کیسے ثابت ہوگئی ؟

جواب:3 اس میں ایک خاتون ام شریک فاتحہ کا حکم نقل کر رہی ہے جس پر جنازہ فرض ہی نہیں۔

دلیل:6۔ (۱)عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ

(صحیح البخاری تعلیقاً ج1 ص178 رقم:1335)

(۲) جامع الترمذی میں یوں ہے: فقرأ بفاتحة الكتاب فقلت له؟ فقال: إنه من السنة أو من تمام السنة.

(جامع الترمذی: حدیث 1027)

(۳) سنن نسائی میں یوں ہے: فلما انصرف أخذت بيده فسألته فقلت تقرأ؟ قال نعم إنه حق وسنة

(سنن النسائی: حدیث نمبر 1988، سنن ابن ماجۃ: حدیث نمبر 1495)

جواب:1

ان روایات سے تو ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ پڑھنا اس دور میں عام معمول نہیں تھا۔ کیونکہ ان روایات میں جو بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بار جنازہ پڑھا، اس میں سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ جنازہ پڑھنے کے بعد ان کے شاگرد طلحہ بن عبد اللہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور تعجب سے پوچھا: تَقْرَأ؟ کیا آپ (سورۃ الفاتحہ) پڑھتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نَعَمْ. إِنَّهُ حَقٌّ وَ سُنَّةٌ. جی ہاں! میں نے پڑھی ہے، یہ حق اور سنت ہے۔(سنن نسائی وغیرہ)

یہ روایت تو خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں جنازوں میں فاتحہ پڑھنے کا دستور نہیں تھا۔ اگر لوگ عام طور پر فاتحہ پڑھتے ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد جو ان کی صحبت میں وقت گزارتا تھا اور آپ کے پیچھے اس نے کئی جنازے پڑھے ہوں گے وہ اس قدر تعجب اور حیرت کا اظہار نہ کرتا اور جنازہ کے بعد آپ کا ہاتھ پکڑ کر تعجب کے ساتھ یہ سوال نہ کرتا! شاگرد کا یہ سوال کرنا کہ ”آپ فاتحہ پڑھتے ہیں؟“ یہ اس

بات کا قرینہ ہے کہ فاتحہ پڑھنا معمول نہیں تھا۔

لیجئے! اس مفہوم کی تائید غیر مقلدین کے ایک عالم سے پیش کرتے ہیں۔ غیر مقلد عالم حافظ عبدالمنان نور پوری (جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ) ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے باآواز بلند "ربنا ولك الحمد حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه" کہنے والی حدیثِ صحیح کا سیاق دلالت کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ ذکر بلند آواز کے ساتھ کرنے کا معمول نہیں تھا۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "مَنِ الْمُتَكَلِّم" [یہ الفاظ کہنے والا کون ہے؟] کے الفاظ سے سوال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "فانه لم يقل باسا" [اس شخص نے کوئی نامناسب بات نہیں کی] کی بھی کوئی حاجت نہ تھی۔"

(قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل: ج1 ص182)

ہم بھی یہی بات کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ان روایات کا سیاق وسباق بھی یہی بتا رہا ہے کہ خیر القرون میں نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا معمول نہیں تھا ورنہ طلحہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو تعجب کے ساتھ اور ہاتھ پکڑ کر تَقْرَأُ؟ (کیا آپ قرأت کرتے ہیں؟) کے الفاظ سے سوال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

نیز امام مدینہ امام مالک بن انس مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ليس ذٰلك بمعمول به انما هو الدعاء ادركتُ اهلَ بلادِنا علىٰ ذٰلك.

(المدونۃ الکبریٰ: ج1 ص174 باب القرأت علی الجنائز)

ترجمہ: نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے پر ہمارے شہر (مدینہ منورہ) میں عمل نہیں ہوتا رہا۔ نماز جنازہ تو صرف دعا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو اسی موقف پر کاربند پایا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک مدینہ میں سورۃ الفاتحہ کو نماز جنازہ میں پڑھنے کا عمل نہیں رہا تو فریق مخالف کا اس کو فرض کہنا یقیناً اتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین حضرات رحمہم اللہ کے جنازوں کو باطل کہنے کے مترادف ہے۔ معاذ اللہ

جواب 2: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کو "سنت" کہا ہے۔ یہاں "سنت" کا معنی کیا ہے اس کے لیے ہم فقہائے کرام کی تصریحات پیش کرتے ہیں کیونکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک مقام پر ایک مسئلہ کے بارے میں فقہائے کرام کی بات نقل فرما کر لکھا:

كذٰلك قال الفقهاءُ وَهُمْ اَعْلَمُ بِمَعَانِي الْاَحَادِيْثِ. (سنن الترمذی: باب غسل المیت)

ترجمہ: فقہائے کرام بھی یہی بات فرماتے ہیں اور فقہاء کرام احادیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں۔

فقہائے کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[۱]: ملا علی القاری رحمہ اللہ؛ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال أبو حنيفة رحمه الله: ليست بواجبة الخ يعني أن الفاتحة لو قُرِئَتْ مَكانَ الثناءِ لَقامتْ مقامَ السُنة

(مرقاۃ المفاتیح: ج5 ص399 باب المشی بالجنازۃ)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا واجب نہیں الخ یعنی اگر کسی نے سورۃ الفاتحہ کو ثناء کی جگہ پڑھا تو یہ سنت کے قائم مقام ہو جائے گی۔

[۲]: محقق علی الاطلاق علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالُوْا: لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ إِلَّا أَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ، وَلَمْ تَثْبُتِ الْقِرَاءَةُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(فتح القدیر: ج3ص378)

ترجمہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت نہ کرے۔ ہاں اگر پڑھتا ہے تو ثناء کی نیت سے پڑھے کیونکہ سورۃ الفاتحہ کی قرأت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

[۳]: مشہور فقیہ علامہ شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی فرماتے ہیں:

أنه كانَ قَرَأَ على سبيل الثناء لَا على وجهِ قراءةِ القرآن.

(المبسوط للسرخسی: ج2ص115)

ترجمہ: صحابی نے سورۃ الفاتحہ؛ ثناء کی جگہ پڑھی تھی، بطورِ قرأت قرآن نہیں پڑھی تھی۔

فقہاء کرام کی ان تصریحات کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے "لتعلموا انها سنة" کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح نماز جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے بعد ثناء اپنے مخصوص الفاظ میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ سورۃ الفاتحہ کو بھی بطور ثناء پڑھا جائے۔ واضح رہے کہ جب کسی چیز کی حیثیت تبدیل ہو جائے تو اس کا حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

جواب: 3: اگر بالفرض یہاں سنت سے مراد اصطلاحی سنت بھی لی جائے تو غیر مقلدین کا دعویٰ فرضیت و وجوب پھر بھی ثابت نہیں ہوتا اور نہ پڑھنے سے جنازہ کا باطل ہونا بھی لازم نہیں آتا کیونکہ بقول غیر مقلدین سنت ہوتی ہی وہ ہے کہ فُعِلَ مرةً وتُرِكَ أُخرىٰ

(فتاویٰ ثنائیہ ج1ص579)

جو کبھی کی جائے اور کبھی چھوڑ دی جائے۔